يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (5:67)

اے رسولؐ! اِس ضابطۂ حیات کو جو تمہارے ربّ کی طرف سے تُم پر نازل کیا گیا ہے
تمام اِنسانوں تک پہنچا دو۔

نماز کی اہمیّت

ادارہ طلوعِ اسلام

25-B، گلبرگ 2، لاہور فون: 042-35714546

Email: idara@toluislam.com

Web: www.toluislam.com

قرآنی حقائق کو سمجھنے کے لئے

ماھنامہ

طلوعِ اسلام

خود پڑھیئے،

دُوسروں کو پڑھنے کے لیے پیش کیجئے

یہ

ایک ماہنامہ ہی نہیں بلکہ ایک زندہ اور زندگی بخش تحریک ہے جس کا مقصد قرآنی فِکر کو اس طرح عام کرنا ہے کہ وہ نوجوانوں کے دِل کی گہرائیوں میں اُتر جائے اور وہاں سے

صحیح آسمانی اِنقلاب بن کر اُبھرے!

ادارہ طلوع اسلام کی مطبوعات کی کل آمدن قرآنی فکر عام کرنے پر صَرف ہوتی ہے

سالانہ زرشرکت اندرون ملک -/450 روپے۔ بیرون ملک -/2500 روپے

رقم بذریعہ منی آرڈر۔ بینک ڈرافٹ

بنام ادارہ طلوع اسلام B-25 گلبرگ 2، لاہور ارسال فرمائیں۔

بینک اکاؤنٹ نمبر 7-3082 برانچ کوڈ 0465

نیشنل بنک آف پاکستان۔ مین مارکیٹ گلبرگ، لاہور۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز کی اہمیت

ایک صاحب نے مجھ سے حسب ذیل سوالات دریافت کئے ہیں۔

(1) آپ کہتے ہیں کہ اسلام قوانین خداوندی کا نام ہے۔اس میں نماز کی اہمیت اور مقام کیا ہے؟

(2) نماز اور صلوٰۃ میں کیا فرق ہے۔آپ نے کہیں اس کی صراحت کی ہے کہ صلوٰۃ سے مراد نماز ہے؟

(3) کیا آپ نماز کی موجودہ شکل کے علاوہ کوئی اور شکل تجویز کرتے ہیں؟

جواب

(1) اسلام نام ہے زندگی کے ہر شعبے میں احکام خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کا۔ ان کی پوری پوری اطاعت کرنے کا۔نماز‘ اس طرح سر تسلیم خم کرنے کا عملی اعتراف اور محسوس مظاہرہ ہے۔خدا کے سامنے سر جھکا دینے (سجدہ ریز ہو جانے) سے انسان اس امر کا اقرار (یا اظہار) کرتا ہے کہ وہ اپنے ہر ارادے‘ فیصلے اور عمل میں اس کے احکام کی اطاعت کرے گا۔جس کا دل‘ جذبات فرماں پذیری اور اطاعت گزاری سے لبریز ہو‘ اس کا سر خود بخود خدا کے حضور جھک جائے گا اور جو خدا کے حضور سر جھکانے میں عار یا سبکی محسوس کرتا ہے وہ اس کی اطاعت کیا کرے گا؟ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ جو شخص زندگی کے مختلف شعبوں میں قوانین خداوندی سے سرکشی برتتا ہے‘ اس کا نماز میں رسمی طور پر سر جھکا دینا‘ مقصد صلوٰۃ کو پورا نہیں کر سکتا۔

(2) نماز فارسی (بلکہ پہلوی) زبان کا لفظ ہے جو اہل ایران کے قدیم طریق پرستش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔بعد میں یہ لفظ‘ اجتماعات صلوٰۃ کے لئے استعمال کر لیا گیا اور اب ہمارے ہاں یہی لفظ مروج ہے (میں سمجھتا ہوں کہ جو اصطلاحات قرآن کریم نے مقرر کی ہیں انہیں اسی طرح استعمال کرنا زیادہ اچھا ہے) قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ

آیا ہے جو معنوی اعتبار سے بڑا وسیع اور جامع ہے۔اس کے بنیادی معنی کسی کا اتباع یا اطاعت ومحکومیت اختیار کرنا ہیں۔قرآن کریم نے اس لفظ کو نماز کے اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔لہٰذا جب ہم نماز کا لفظ بولیں گے تو اس کا مطلب صرف نماز ہوگا۔لیکن جب صلوٰۃ کا لفظ استعمال کریں گے تو اس میں نماز بھی آجائے گی اور اس کے علاوہ اور مفہوم بھی۔میں نے اکثر مقامات پر اس کی صراحت کر دی ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ نماز کے اجتماعات کے لئے بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔مثلاً لغات القرآن میں لفظ صلوٰۃ (مادہ ص۔ل۔و(ی) کے تحت آپ کو یہ عبارت ملے گی۔

> صلوٰۃ کے جو مختلف مفاہیم اوپر بیان ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ایک عبد مومن، زندگی کے جس گوشے میں بھی قوانین خداوندی کے مطابق اپنے فرائض منصبی ادا کرتا ہے وہ فریضہ صلوٰۃ ہی کو ادا کر رہا ہوتا ہے۔اس کے لئے وقت، مقام یا شکل کا تعین ضروری نہیں۔لیکن قرآن کریم میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں صلوٰۃ کا لفظ ایک خاص قسم کے عمل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی وہ آیات دی گئی ہیں جن میں صلوٰۃ کا لفظ نماز کے لئے آیا ہے۔اس کے بعد لکھا ہے۔

> تصریحات بالا سے واضح ہے کہ قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ ان اجتماعات کے لئے بھی آیا ہے جنہیں عام طور پر نماز کے اجتماعات کہا جاتا ہے۔
> (نماز کا لفظ عربی زبان کا نہیں۔پہلوی زبان کا ہے)۔

اس کے بعد ارکان صلوٰۃ کی اہمیت کے سلسلے میں لکھا ہے۔

> انسان اپنے جذبات کا اظہار جسم کے اعضا کی محسوس حرکات سے بھی کرتا ہے اور یہ چیز اس میں ایسی راسخ ہو چکی ہے کہ اس سے یہ حرکات خود بخود سرزد ہوتی رہتی ہیں۔غم وغصہ، خوشی، تعجب، عزم وارادہ، ہاں اور نہ، وغیرہ قسم

کے جذبات اور فیصلوں کا اظہار' انسان کی طبیعی حرکات سے بلا ساختہ ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت جذبات عزت و احترام اور اطاعت و انقیاد کے اظہار کی ہے۔ تعظیم کے لئے انسان کا سر بلا اختیار نیچے جھک جاتا ہے۔ اطاعت کے لئے ''سر تسلیم خم'' ہو جاتا ہے۔ اگرچہ قرآن کریم عمل کی روح اور حقیقت پر نگاہ رکھتا ہے اور محض (Formalism) کو کوئی وزن نہیں دیتا' لیکن جہاں کسی جذبہ کی روح اور حقیقت کے اظہار کے لئے (Form) کی ضرورت ہو' اس سے روکتا بھی نہیں۔ بشرطیکہ اس (Form) ہی کو مقصود بالذات نہ سمجھ لیا جائے۔ صلوٰۃ کے سلسلہ میں قیام وسجدہ وغیرہ کی جو عملی شکل ہمارے سامنے آتی ہے وہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ان جذبات کا اظہار اجتماعی شکل میں ہوگا تو اظہار جذبات کی محسوس حرکات میں ہم آہنگی کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے' ورنہ اجتماع میں انتشار ابھرتا دکھائی دے گا۔ احترام وعظمت' انقیاد و اطاعت اور فرماں پذیری وخود سپردگی کے والہانہ جذبات کے اظہار میں نظم وضبط کا ملحوظ رکھنا بجائے خویش بہت بڑی تربیت نفس ہے۔

مفہوم القرآن میں قرآنی اصطلاحات کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔

قرآن کریم کی ایک خاص اصطلاح ''اقامت صلوٰۃ'' ہے جس کے عام معانی نماز قائم کرنا یا نماز پڑھنا کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ میں' قوانین خداوندی کے اتباع کا مفہوم شامل ہوگا۔ بنابریں اقامت صلوٰۃ سے مفہوم ہوگا ایسے نظام یا معاشرہ کا قیام جس میں قوانین خداوندی کا اتباع کیا جائے۔ یہ اس اصطلاح کا وسیع اور جامع مفہوم ہے۔ نماز کے اجتماعات میں قوانین خداوندی کے اتباع کا تصور' محسوس اور سمٹی ہوئی شکل میں سامنے آجاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اس اصطلاح کو ان اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ قرآنی آیات پر تھوڑا سا تدبر

کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس مقام پر اقامت صلٰوۃ سے مراد اجتماعات نماز ہیں اور کس مقام پر قرآنی نظام یا معاشرہ کا قیام۔ مفہوم القرآن میں یہ معانی اپنے اپنے مقام پر واضح کر دیئے گئے ہیں۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ میں نے صلٰوۃ کے معنی نماز اور اقامت صلٰوۃ کے معنی اجتماعات صلٰوۃ کا قیام واضح الفاظ میں دیئے ہیں اور اس سے مراد وہی نماز ہے جسے ہم پڑھتے ہیں۔

(3) ایک مقام پر نہیں، متعدد مقامات پر اور ایک مرتبہ نہیں، متعدد بار اس حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امت کے مختلف فرقے جس جس طریق سے نماز پڑھتے چلے آ رہے ہیں ان میں کسی قسم کے ردوبدل کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے میں فرقہ اہل قرآن سے بھی اختلاف رکھتا ہوں جنہوں نے اپنے لئے الگ نماز تجویز کر رکھی ہے۔ البتہ میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر مسلمانوں میں پھر سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہو جائے اور وہ تمام امت کے لئے نماز کی ایک ہی شکل تجویز کر دے تو یہ امت میں وحدت پیدا کرنے کے لئے بڑا موثر اقدام ہوگا۔ یہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ عہد رسالت مآب اور خلافت راشدہ میں، امت ایک ہی طریق پر نماز ادا کرتی ہوگی۔ اس وقت امت میں وحدت تھی۔ اس لئے جب ہم پھر سے اسی عہد سعادت مہد کی طرف رخ کریں گے تو امت میں وحدت پیدا کرنے کی کوشش بھی ضرور کرنی ہوگی اور نماز اس کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اب امت میں وحدت پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں، تو میں اس سے بحث نہیں کرتا۔ (''طلوع اسلام''، نومبر و دسمبر 1961ء ص 12)

نماز کی اہمیت

میں نے ایسی باتیں بھی سنی ہیں کہ بعض اراکین بزم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اب جو اسلام کو سمجھا ہے، اس کی بناء پر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ''طلوع اسلام'' نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے کہ نماز نہ پڑھنے پر فخر کرو؟ آپ نے غیر قرآنی روش زندگی کو تو نہ چھوڑا، اور اس کے بجائے اس قسم کی باتیں کرنے لگ گئے اور ستم بالائے ستم کہ اپنے آپ کو طلوع اسلام کی تحریک سے وابستہ ظاہر کر کے ایسی باتیں کرنے لگے۔ طلوع اسلام پر آخر یہ کتنا بڑا الزام ہے جو

آپ نے عائد کر دیا۔

ذاتی طور پر مجھ میں بھی کمزوریاں ہیں اور میں ہمیشہ اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ لیکن یہ انتہائی ظلم ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کے لئے جواز کی صورتیں تلاش کرنے لگ جائیں۔ آپ قرآنی نظریات کے خلاف سب کچھ کر رہے ہیں۔ تجارت' کاروبار' شادی' رشتے ناطے سب کچھ ہو رہا ہے۔ بینک بیلنس برابر قائم ہیں۔ قرآن کے مطابق انہیں بدلنے کے لئے آپ کے ذہن میں کبھی کچھ نہیں آیا۔ پھر نماز کے بارے میں ایسا کیوں ہے؟ (بعض گوشوں سے آوازیں آئیں کہ یہ بھی ہمارے مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے جو طلوع اسلام کی تحریک سے وابستگی ظاہر کر کے اس قسم کی باتیں مشہور کرتے رہتے ہیں۔ محترم پرویز صاحب نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا) ہم معاشرے میں اصلاح کا آغاز اپنے گھروں سے ہی کر سکتے ہیں لیکن اگر پہلے خود ہی نماز روزہ چھوڑ دیں تو پھر اصلاح کس طرح ہوگی؟ خدارا اپنے قول وعمل کو بصیرت' علم اور خلوص پر مبنی رکھئے۔ ''مقدس بہانے'' تلاش نہ کیجئے بلکہ اعتراف کیجئے اپنی کمزوریوں کا۔ ہم نے قرآنی معاشرہ قائم کرنا ہے جو صرف نیک اور پاکباز زندگی بسر کرنے سے قائم ہو سکے گا۔

(منزل بہ منزل از پرویز' ص 36-35)

غلط فہمی کا ازالہ

ہماری ہر محفل میں الصلوٰۃ کا بحیثیت نظام جس طرح بار بار ذکر آتا ہے اس سے یہ غلط فہمی پیدا نہ ہونے پائے کہ ہم نماز کے وقت اجتماعات کی اہمیت کے قائل نہیں۔............ صلوٰۃ کا وقتی اجتماع بھی قرآن ہی کا ارشاد ہے اور یہ الصلوٰۃ کے عالم آرا نظام ہی کی سمٹی ہوئی تصویر ہے۔ جو شخص نماز کی اہمیت کو کم کرتا ہے وہ طلوع اسلام کے خلاف فتنہ وشرارت کا محرک ہے اور ایسی مذموم حرکت کسی طرف سے نہ تو دانستہ ہونی چاہئے اور نہ نادانستہ۔

(ماہنامہ طلوع اسلام' مئی 1959ء ص 14)

☆......☆......☆

صلوٰۃ مؤقت اور غلام احمد پرویزؒ

غلام احمد پرویزؒ اپنی تصنیف شاہکارِ رسالت میں صفحہ 55 اور 56 پر لکھتے ہیں:

(1) میرا تعلق کسی فرقے سے نہیں' اس لئے میں نے جو کچھ لکھا ہے' اس سے نہ کسی فرقہ کی جانبداری مقصود ہے نہ کسی کی مخالفت۔

(2) میرے نزدیک دین میں سند اور حجت' خدا کی کتاب (قرآنِ مجید) ہے۔ جو کچھ اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے میں اسے قرآنی معیار پر پرکھتا ہوں۔ جسے' اپنی بصیرت کے مطابق' قرآن کے مطابق پاتا ہوں اسے صحیح قرار دیتا ہوں جو اس کے خلاف نظر آئے' اسے غلط سمجھتا ہوں۔ مجھے کسی کی دلآزاری مقصود نہیں' لیکن اگر کوئی اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ اس کے کسی ایسے عقیدہ یا نظریہ کو' جسے میں قرآن کے خلاف پاتا ہوں' غلط کیوں ٹھہرایا جاتا ہے' تو اس کے لئے میں معذور ہوں۔۔۔ قرآن کی رو سے کتمانِ حقیقت جرمِ عظیم ہے اور منافقت' انتہائی دنائت۔

(3) ہر فرقہ اپنے نظریات و معتقدات کو اپنے بزرگوں کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ان میں سے جس نظریہ یا عقیدہ کو میں' قرآن کے خلاف پاتا ہوں' اس کے متعلق' بنابر احتیاط و احترام' یہ سمجھتا اور کہتا ہوں کہ ان بزرگوں کی طرف اس کی نسبت صحیح نہیں۔ وہ کوئی ایسا نظریہ یا عقیدہ پیش نہیں کر سکتے تھے' جو قرآن کے خلاف ہو لیکن اگر ان کے متبعین اس پر اصرار کریں کہ ان کی طرف اس کی نسبت صحیح ہے' انہوں نے ایسا ہی کہا یا کیا تھا' تو میں کہہ دیا کرتا ہوں کہ ایسا کہنا آپ کو مبارک۔ میں ان کے متعلق سوءِ ظن سے کام نہیں لینا چاہتا' میں ان کا احترام کرتا ہوں۔

(4) اور آخری بات یہ کہ (جیسا کہ میں اپنی ہر تصنیف میں اس کا اعتراف اور اعلان کیا کرتا ہوں کہ میں نہ اپنی بصیرت کو سہو و خطا سے منزّہ سمجھتا ہوں' نہ اپنے فہمِ قرآن کو حرفِ آخر۔ میں قرآنِ مجید کا ایک ادنیٰ طالب العلم ہوں۔ اس سے زیادہ' نہ میرا کوئی دعویٰ ہے نہ مقام۔ **واللہ علیٰ ما نقول شھید۔**

پرویز مرحوم صلوٰۃِ مؤقت کے قائل تھے جس کا ثبوت ان کی اپنی تصانیف ہیں۔
مثلاً اپنی تصنیف لغات القرآن کے صفحات 1039 تا 1041 پر لکھتے ہیں:
(الف) قرآن کریم میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں صلوٰۃ کا لفظ ایک خاص قسم کے عمل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً: **يَاۤ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ** (5:6)۔ ''اے ایمان والو! جب تم صلوٰۃ کے لئے کھڑے ہوتو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو۔'' اس کے بعد ہے کہ اگر تمہیں پانی نہ ملے تو تیمّم کرلیا کرو۔
(ب) سورۃ نساء میں ہے: **يَاۤ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ** ...... (4:43)۔ ''اے ایمان والو! تم صلوٰۃ کے قریب نہ جاؤ درآنحالیکہ تم حالت سُکر (نشہ یا نیند) میں ہو۔ تا آنکہ تم جو کچھ منہ سے کہو اسے سمجھو (کہ کیا کہہ رہے ہو)۔ اس کے بعد پھر تیمّم کا ذکر ہے۔ (بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں مساجد میں جانے کا ذکر ہے۔ لیکن یہ بحث الگ ہے)۔
(ج) نبی اکرم ﷺ سے ارشاد ہے کہ: **وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۖ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ** ...... (4:102)۔ ''اور جب تو ان کے درمیان ہو۔ پھر ان کے لئے قیام صلوٰۃ کرے۔ تو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ تیرے ساتھ کھڑا ہو' اور چاہئے کہ وہ اپنے ہتھیار لے لیں۔ پھر جب وہ سجدہ کرچکیں تو وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں اور چاہئے کہ دوسرا گروہ جنہوں نے صلوٰۃ ادا نہیں کی وہ تیرے ساتھ صلوٰۃ ادا کریں اور وہ اپنے بچاؤ (کا سامان) اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔'' اس کے بعد ہے: **فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ** ...... (4:103)۔ ''پھر جب تم صلوٰۃ ادا کرچکو تو کھڑے' بیٹھے' لیٹے جس طرح جی چاہے اللہ کا ذکر کرو۔ پھر جب تم اطمینان کی

حالت میں ہوتو قیام صلوٰۃ کرو۔''

اس سے پہلی آیت یہ ہے: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا...... (4:101)۔''اور جب تم زمین میں سفر کروتو اس میں تمہارے لئے حرج کی بات نہیں کہ تم صلوٰۃ کوکم کرلواگرتمہیں ڈرہوکہ کفار(مخالفین) تمہیں تکلیف پہنچائیں گے۔''اس ضمن میں (2:239) بھی دیکھئے۔

(د) سورۃ مائدہ میں ہے: وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ...... (5:58)۔''اور جب تم صلوٰۃ کے لئے آواز دیتے ہوتو (مخالفین) اسے ہنسی اور مذاق (کھیل) بنالیتے ہیں۔'' سورۃ الجمعۃ میں ہے: نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللہِ وَاذْکُرُوا اللہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (62:9-10)۔''جب جمعہ کے دن (یا اجتماع کے وقت) صلوٰۃ کے لئے بلایا جائے تو ''اللہ کے ذکر'' کی طرف جلدی آجایا کرواور کاروبار کو چھوڑ دیا کرو۔ اگر تمہیں (اس کی اہمیت کا) علم ہو (توتم اس حقیقت کو محسوس کرلو گے کہ) یہ تمہارے لئے (کس قدر) بہتر ہے۔ پھر جب صلوٰۃ ختم ہوجائے توتم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔ اور ''اللہ کا بہت ذکر کرو''۔تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔''......اس کے بعد ہے کہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انہیں جب کاروبار یا کھیل تماشا نظر آجاتا ہے تو اس کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ ان سے کہو کہ جو کچھ اللہ کے ہاں سے تمہیں مل سکتا ہے وہ کھیل اور کاروبار سے کہیں بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے (62:11)۔

تصریحات بالا سے واضح ہے کہ قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ ان اجتماعات کے لئے بھی آیا ہے جنہیں عام طور پر نماز کے اجتماعات کہا جاتا ہے۔

ماہنامہ طلوع اسلام نومبر ودسمبر 1961ء میں صفحہ 12 پر پرویزؒ رقم طراز ہیں:۔

(1) اسلام نام ہے زندگی کے ہر شعبے میں احکام خداوندی کے سامنے سرتسلیم خم کردینے کا۔

ان کی پوری پوری اطاعت کرنے کا۔ نماز' اس طرح سرِ تسلیم خم کرنے کا عملی اعتراف اور محسوس مظاہرہ ہے۔ خدا کے سامنے سر جھکا دینے (سجدہ ریز ہو جانے) سے انسان اس امر کا اقرار (یا اظہار) کرتا ہے کہ وہ اپنے ہر ارادے' فیصلے اور عمل میں اس کے احکام کی اطاعت کرے گا۔ جس کا دل' جذبات فرماں پذیری اور اطاعت گزاری سے لبریز ہو' اس کا سر خود بخود خدا کے حضور جھک جائے گا اور جو خدا کے حضور سر جھکانے میں عار یا سبکی محسوس کرتا ہے وہ اس کی اطاعت کیا کرے گا؟ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی واضح ہے کہ جو شخص زندگی کے مختلف شعبوں میں قوانین خداوندی سے سرکشی برتتا ہے' اس کا نماز میں رسمی طور پر سر جھکا دینا' مقصد صلوٰۃ کو پورا نہیں کرسکتا۔

(2) نماز فارسی (بلکہ پہلوی) زبان کا لفظ ہے جو اہل ایران کے قدیم طریق پرستش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں یہ لفظ' اجتماعات صلوٰۃ کے لئے استعمال کرلیا گیا اور اب ہمارے ہاں یہی لفظ مروج ہے (میں سمجھتا ہوں کہ جو اصطلاحات قرآن کریم نے مقرر کی ہیں انہیں اسی طرح استعمال کرنا زیادہ اچھا ہے) قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے جو معنوی اعتبار سے بڑا وسیع اور جامع ہے۔ اس کے بنیادی معنی کسی کا اتباع یا اطاعت و محکومیت اختیار کرنا ہے۔ قرآن کریم نے اس لفظ کو نماز کے اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ لہٰذا جب ہم نماز کا لفظ بولیں گے تو اس کا مطلب صرف نماز ہوگا لیکن جب صلوٰۃ کا لفظ استعمال کریں گے تو اس میں نماز بھی آ جائے گی اور اس کے علاوہ اور مفہوم بھی۔ میں نے اکثر مقامات پر اس کی صراحت کر دی ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ نماز کے اجتماعات کے لئے بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔ مثلاً لغات القرآن میں لفظ صلوٰۃ (مادہ ص۔ل۔و(ی) کے تحت آپ کو یہ عبارت ملے گی۔

> صلوٰۃ کے جو مختلف مفاہیم اوپر بیان ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ایک عبد مومن' زندگی کے جس گوشے میں بھی قوانین خداوندی کے مطابق اپنے فرائض منصبی ادا کرتا ہے وہ فریضہ صلوٰۃ ہی کو ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے لئے وقت' مقام یا شکل کا تعین ضروری نہیں لیکن قرآن کریم میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں صلوٰۃ کا لفظ ایک خاص قسم کے عمل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی وہ آیات دی گئی ہیں جن میں صلوٰۃ کا لفظ نماز کے لئے آیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے:

تصریحات بالا سے واضح ہے کہ قرآن کریم میں صلوٰۃ کا لفظ ان اجتماعات کے لئے بھی آیا ہے جنہیں عام طور پر نماز کے اجتماعات کہا جاتا ہے۔ (نماز کا لفظ عربی زبان کا نہیں۔ پہلوی زبان کا ہے)۔

اس کے بعد ارکان صلوٰۃ کی اہمیت کے سلسلے میں لکھا ہے:

انسان اپنے جذبات کا اظہار جسم کے اعضا کی محسوس حرکات سے بھی کرتا ہے اور یہ چیز اس میں ایسی راسخ ہو چکی ہے کہ اس سے یہ حرکات خود بخود سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ غم و غصہ' خوشی' تعجب' عزم و ارادہ' ہاں اور نہ' وغیرہ قسم کے جذبات اور فیصلوں کا اظہار' انسان کی طبیعی حرکات سے بلاساختہ ہوتا رہتا ہے۔ یہی کیفیت جذبات' عزت و احترام اور اطاعت وانقیاد کے اظہار کی ہے۔ تعظیم کے لئے انسان کا سر بلا اختیار نیچے جھک جاتا ہے۔ اطاعت کے لئے ''سر تسلیم خم'' ہو جاتا ہے۔ اگرچہ قرآن کریم عمل کی روح اور حقیقت پر نگاہ رکھتا ہے اور محض (Formalism) کو کوئی وزن نہیں دیتا' لیکن جہاں کسی جذبہ کی روح اور حقیقت کے اظہار کے لئے (Form) کی ضرورت ہو' اس سے روکتا بھی نہیں۔ بشرطیکہ اس (Form) ہی کو مقصود بالذات نہ سمجھ لیا جائے۔ صلوٰۃ کے سلسلہ میں قیام و سجدہ وغیرہ کی جو عملی شکل ہمارے سامنے آتی ہے وہ اسی مقصد کے لئے ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ان جذبات کا اظہار اجتماعی شکل میں ہو گا تو اظہار جذبات کی محسوس حرکات میں ہم آہنگی کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے' ورنہ اجتماع میں انتشار ابھرتا دکھائی دے گا۔ احترام و عظمت' انقیاد و اطاعت اور فرماں پذیری و خود سپردگی کے والہانہ جذبات کے اظہار میں نظم و ضبط کا ملحوظ رکھنا بجائے خویش بہت بڑی تربیت نفس ہے۔

مفہوم القرآن میں قرآنی اصطلاحات کے ضمن میں لکھا گیا ہے:

قرآن کریم کی ایک خاص اصطلاح ''اقامت صلوٰۃ'' ہے جس کے عام معانی نماز قائم کرنا یا نماز پڑھنا کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ میں' قوانین خداوندی کے اتباع کا مفہوم شامل ہو گا۔ بنابریں اقامت صلوٰۃ سے مفہوم ہو گا ایسے نظام یا معاشرہ کا قیام جس میں

قوانین خداوندی کا اتباع کیا جائے۔ یہ اس اصطلاح کا وسیع اور جامع مفہوم ہے۔ نماز کے اجتماعات میں قوانین خداوندی کے اتباع کا تصور، محسوس اور سمٹی ہوئی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اس اصطلاح کو ان اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ قرآنی آیات پر تھوڑا سا تدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس مقام پر اقامت صلوٰۃ سے مراد اجتماعات نماز ہیں اور کس مقام پر قرآنی نظام یا معاشرہ کا قیام۔ مفہوم القرآن میں یہ معانی اپنے اپنے مقام پر واضح کر دیئے گئے ہیں۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ میں نے صلوٰۃ کے معنی نماز اور اقامت صلوٰۃ کے معنی اجتماعات صلوٰۃ کا قیام واضح الفاظ میں دیئے ہیں اور اس سے مراد وہی نماز ہے جسے ہم پڑھتے ہیں۔

(3) ایک مقام پر نہیں، متعدد مقامات پر اور ایک مرتبہ نہیں، متعدد بار اس حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امت کے مختلف فرقے جس جس طریق سے نماز پڑھتے چلے آ رہے ہیں ان میں کسی قسم کا ردو بدل کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے میں فرقہ اہل قرآن سے بھی اختلاف رکھتا ہوں جنہوں نے اپنے لئے الگ نماز تجویز کر رکھی ہے۔ البتہ میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر مسلمانوں میں پھر سے خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہو جائے اور وہ تمام امت کے لئے نماز کی ایک ہی شکل تجویز کر دے تو یہ امت میں وحدت پیدا کرنے کے لئے بڑا موثر اقدام ہوگا۔ یہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ عہد رسالت مآب ﷺ اور خلافت راشدہ میں، امت ایک ہی طریق پر نماز ادا کرتی ہوگی۔ اس وقت امت میں وحدت تھی۔ اس لئے جب ہم پھر سے اسی عہد سعادت مہد کی طرف رخ کریں گے تو امت میں وحدت پیدا کرنے کی کوشش بھی ضرور کرنی ہوگی اور نماز اس کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اب امت میں وحدت پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں، تو میں اس سے بحث نہیں کرتا۔

نماز کی اہمیت کے متعلق اپنی تصنیف ''منزل بہ منزل'' میں صفحات 36-35 پر آپؒ لکھتے ہیں:

''میں نے ایسی باتیں بھی سنی ہیں کہ بعض اراکین بزم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اب جو اسلام کو سمجھا ہے، اس کی بناء پر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ''طلوع اسلام'' نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے کہ نماز نہ پڑھنے پر فخر کرو؟ آپ نے غیر

قرآنی روش زندگی کو تو نہ چھوڑا، اوراس کے بجائے اس قسم کی باتیں کرنے لگ گئے اور ستم بالائے ستم کہ اپنے آپ کو طلوع اسلام کی تحریک سے وابستہ ظاہر کر کے ایسی باتیں کرنے لگے۔ طلوع اسلام پر آخر یہ کتنا بڑا الزام ہے جو آپ نے عائد کر دیا۔

ذاتی طور پر مجھ میں بھی کمزوریاں ہیں اور میں ہمیشہ اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا ہوں لیکن یہ انتہائی ظلم ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کے لئے جواز کی صورتیں تلاش کرنے لگ جائیں۔ آپ قرآنی نظریات کے خلاف سب کچھ کر رہے ہیں۔ تجارت، کاروبار، شادی، رشتے ناطے سب کچھ ہو رہا ہے۔ بینک بیلنس برابر قائم ہیں۔ قرآن کے مطابق انہیں بدلنے کے لئے آپ کے ذہن میں کبھی کچھ نہیں آیا۔ پھر نماز کے بارے میں ایسا کیوں ہے؟ (بعض گوشوں سے آوازیں آئیں کہ یہ بھی ہمارے مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے جو طلوع اسلام کی تحریک سے وابستگی ظاہر کر کے اس قسم کی باتیں مشہور کرتے رہتے ہیں۔ محترم پرویز صاحب نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا) ہم معاشرے میں اصلاح کا آغاز اپنے گھروں سے ہی کر سکتے ہیں لیکن اگر پہلے خود ہی نماز روزہ چھوڑ دیں تو پھر اصلاح کس طرح ہو گی؟ خدارا اپنے قول و عمل کو بصیرت، علم اور خلوص پر مبنی رکھئے۔ ''مقدس بہانے'' تلاش نہ کیجئے بلکہ اعتراف کیجئے اپنی کمزوریوں کا۔ ہم نے قرآنی معاشرہ قائم کرنا ہے جو صرف نیک اور پاکباز زندگی بسر کرنے سے قائم ہو سکے گا۔

'طلوع اسلام' مئی 1959ء کے صفحہ 14 پر آپؒ نے واضح کیا ہے:

''ہماری ہر محفل میں الصلوٰۃ کا بحیثیت نظام جس طرح بار بار ذکر آتا ہے اس سے یہ غلط فہمی پیدا نہ ہونے پائے کہ ہم نماز کے وقتی اجتماعات کی اہمیت کے قائل نہیں۔...... صلوٰۃ کا وقتی اجتماع بھی قرآن ہی کا ارشاد ہے اور یہ الصلوٰۃ کے عالم آراء نظام ہی کی سمٹی ہوئی تصویر ہے۔ جو شخص نماز کی اہمیت کو کم کرتا ہے وہ طلوع اسلام کے خلاف فتنہ و شرارت کا محرک ہے اور ایسی مذموم حرکت کسی طرف سے نہ تو دانستہ ہونی چاہئے اور نہ نادانستہ۔''

یہ امر نہایت حیران کن اور فکر انگیز ہے کہ ان تمام تصریحات اور وضاحتوں کے باوجود اور اس کے باوجود کہ ادارہ طلوع اسلام کے ریکارڈ میں پرویز صاحب کی نماز ادا کرتے ہوئے ویڈیو فلم موجود ہے اور بہت سے ایسے عینی شاہد حیات ہیں جو ان کے ساتھ نمازیں ادا کرتے رہے ہیں، بعض لوگ

یہ پراپیگنڈہ کر کے کہ وہ نماز کے قائل نہیں تھے' پرویز صاحب اور فکرِ پرویز سے' دانستہ یا نادانستہ' دنیا کے مسلمانوں کو متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ پراپیگنڈہ بہت مذموم اور شرانگیز ہے۔ اس سے احتراز کرنا اشد ضروری ہے۔

جیسا کہ پرویز صاحب نے اوپر صراحتاً بیان فرمایا ہے' قرآن کریم کی ایک اصطلاح ''اقامتِ صلوٰۃ'' ہے جس کے عام معنی نماز قائم کرنا' یا نماز پڑھنا کے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ میں قوانین خداوندی کے اتباع کا مفہوم شامل ہوگا۔ بنابریں اقامتِ صلوٰۃ سے مفہوم ہوگا ایسے نظام یا معاشرہ کا قیام جس میں قوانینِ خداوندی کا اتباع کیا جائے۔ یہ اس اصطلاح کا وسیع اور جامع مفہوم ہے۔ نماز کے اجتماعات میں قوانینِ خداوندی کا تصور' محسوس اور سمٹی ہوئی شکل میں سامنے آجاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اس اصطلاح کو ان اجتماعات کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ قرآنی آیات پر تھوڑا سا تدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ کس مقام پر اقامتِ صلوٰۃ سے مراد اجتماعاتِ نماز ہیں اور کس مقام پر قرآنی نظام یا معاشرہ کا قیام۔

یہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ عہدِ رسالت مآب ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں امت ایک ہی طریق پر نماز ادا کرتی ہوگی۔ اس وقت امت میں وحدت تھی اس لئے جب ہم پھر سے اسی عہد سعادت مہد کی طرف رخ کریں گے تو امت میں وحدت پیدا کرنے کی کوشش ضرور کرنی ہوگی اور نماز اس کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لہٰذا نماز کو' جس کی فرضیت پر پوری دنیا کے مسلمان متفقہ اور متحدہ طور پر قائل ہیں' بلا جواز اور بلاوجہ اختلافی مسئلہ بنا کر' مسلمانوں کے اندر انتشار برپا کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے مندرجہ ذیل اشعار کو امت کی راہنمائی' اتحاد و اتفاق اور وحدت اور حیاتِ نو کے لئے ذریعہ بنانا چاہئے:

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

☆......☆......☆

مرثیہ کیوں؟

آپ گھر میں ہوں یا دفتر میں، بازار میں ہوں یا دکان پر، ریل میں ہوں یا بس میں، تانگے میں ہوں یا ٹرام میں، بارات میں ہوں یا جنازے کے ساتھ — جہاں کہیں دو مسلمان جمع ہوں مسلمانوں کی عام حالت کے مرثیہ خواں نظر آئیں گے۔ پہلے تو صرف اتنا ہی کہا جاتا تھا کہ قوم میں سخت افلاس ہے۔ لوگوں کے پاس کھانے کو روٹی پہننے کو کپڑا اور رہنے کو مکان نہیں۔ بیمار پڑجائیں تو دوائی نہیں اور مرجائیں تو کفن دفن تک کے لیے پیسے نہیں۔ اب اس کے ساتھ اس کا بھی اضافہ ہوتا ہے کہ لوگ بد دیانت ہیں، بے ایمان ہیں، چور ہیں، جھوٹے ہیں۔ بلیک مارکیٹ، رشوت، نفع خوری اغنوپڑی اور اقربانوازی عام ہے — افراد سے آگے قوموں تک جائیے تو مسلمانوں کا ہر ملک تباہ حال ہے۔ عوام میں جہالت اور غربت ہے، خواص خائن اور غدار ہیں۔ یہ مرثیہ تو عام ہے لیکن کوئی یہ نہیں بتاتا کہ

اس کی آخر وجہ کیا ہے

مسلمان کیوں ہر جگہ پستی اور ذلت میں ہیں؟

اگر آپ کو اس سوال سے دلچسپی ہے تو آپ وہ کتاب ضرور دیکھیے جس کا نام ہے

اسبابِ زوالِ امّت

اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں

قیمت: (تازہ ایڈیشن):

وہ کون سا دماغ ہے ـــ

جس میں ـــ اِس قسم سوالات نہیں اُبھرتے کہ :

- ○ کیا انسان کی قسمت پہلے سے لکھی ہوتی ہے ؟ ○ کیا سب کچھ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے ؟
- ○ کیا غریبوں کی قسمت ہی ایسی ہے کہ وہ ساری عُمر دھکے کھاتے رہیں ؟ ○ کیا خدا کو ایسا ہی منظور ہے ؟
- ○ کیا موت کا ایک دن مقرر ہے یا وہ آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہے ؟
- ○ بعض بچے پیدائشی اندھے، لولے، لنگڑے کیوں ہوتے ہیں ؟ کیا یہ بھی خدا کی مرضی سے ہوتا ہے ؟
- ○ اگر خُدا کے ہاں عدل ہے تو وہ ظالموں کو ظلم سے کیوں نہیں روکتا ؟
- ○ کیا دُعا سے تقدیر بدل جاتی ہے ؟ اگر نہیں بدلتی تو ہم دُعا کیوں کرتے ہیں ؟

یہ ، اور اِسی قسم کے دیگر سوالات کا تعلق **مسئلۂ تقدیر** سے ہے جس نے انسانی ذہن کو ہمیشہ طلسم پیچ و تاب بنائے رکھا ہے ۔

یہی وہ مسئلہ تھا جس کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے **کارل مارکس** نے کہہ دیا کہ :

مذہب عوام کے لیے افیون ہے

جناب **پرویزؔ** نے ـــ دُنیا کے اِس مشکل ترین مسئلہ کو ـــ اپنی تصنیف

کتاب التقدیر

میں قرآنِ کریم کی روشنی میں اس عمدگی سے حل کر دیا ہے کہ اس کے بعد ذہن میں کوئی خلجان باقی نہیں رہتا ۔

کتاب بڑے سائز کے چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور عمدہ سفید کاغذ پر چھاپی گئی ہے ۔ جلد مضبوط ـــ اور گرد پوش جاذبِ نگاہ (نقشِ ثانی) ـــ قیمت :

قرآنی پمفلٹس

صحیح قرآنی فکر کو عام لوگوں تک پہنچانے میں قرآنی فکر پر لکھے گئے چھوٹے پمفلٹس نے بھی بہت ہی اہم اور کامیاب کردار ادا کیا ہے۔ احباب اِن پمفلٹس کا خود بھی مطالعہ کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو تقسیم بھی کرتے ہیں اس لئے اِن کی قیمت اصل لاگت سے بہت ہی کم رکھی جاتی ہے۔ جبکہ کچھ صاحب ثروت احباب اِس کمی کو اپنے عطیات سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں چونکہ یہ سلسلہ ابھی بھی محدود پیمانے پر جاری ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اِس سلسلہ کو مزید بہتر کیا جائے لہٰذا صاحب ثروت حضرات سے مزید عطیات کی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ قرآنی فکر کے کام میں مزید وسعت پیدا کرنے میں ہماری مدد کریں اور اپنے عطیات ''پمفلٹس فنڈ'' کے لئے بھجوائیں تاکہ پمفلٹس کی طباعت اور دوسروں تک قرآنی فکر کو پہنچانے میں ہم کامیابی حاصل کرسکیں۔

یہ یاد رہے کہ ادارہ طلوع اسلام کی مطبوعات کی کل آمدن قرآنی فکر عام کرنے پر صرف ہوتی ہے

رقم بذریعہ منی آرڈر۔ بینک ڈرافٹ بنام ادارہ طلوع اسلام 25-B گلبرگ 2 ‘لاہور ارسال فرمائیں۔
بینک اکاؤنٹ نمبر 3082-7 برانچ کوڈ 0465 نیشنل بنک آف پاکستان۔ مین مارکیٹ گلبرگ ‘لاہور۔

(دستیاب پمفلٹس کی لسٹ اندرونی ٹائٹل کے پہلے اور آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)۔